WWW.NAFSEISLAM.COM

تعارف

سُورَۃ الکافرون

نام : اس سورت کا نام الکافرون ہے۔ اس کی آیتیں چھ اور ایک رکوع ہے۔ اس کے کلمات کی تعداد چھبیس اور حروف کی تعداد چورانوے ہے۔

نزول : یہ مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی اور حضور نے مجمع عام میں جا کر اس کی تلاوت کی۔

مقاصدِ نزول : باطل بڑا عیار ہے۔ حق سے نبرد آزما ہونے کے لیے وہ طرح طرح کے بھیس بدل کر آیا کرتا ہے۔ کسی قسم کا حربہ استعمال کرنے میں اسے کوئی جھجک محسوس نہیں ہوتی۔ بسا اوقات وہ اپنے موقف میں بھی بے حد لچک پیدا کر لیا کرتا ہے۔ اس کا مقصد صرف اتنا ہوتا ہے کہ حق حق نہ رہے۔ باطل تو ہر حال میں باطل ہے کسی چیز کی ملاوٹ اس کے بطلان پر اثر انداز نہیں ہو سکتی بلکہ جو پاک چیز اس میں ملے گی وہ بھی پلید ہو جائے گی۔ وہ اس حقیقت سے پوری طرح باخبر ہے کہ حق صرف اس وقت تک حق ہے جب تک یہ ہر قسم کی ملاوٹ اور آمیزش سے پاک ہے۔

رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جب دعوتِ توحید کا آغاز کیا تو ابتدا میں کفار نے اس کو در خور اعتنا ہی نہ سمجھا، لیکن سعادت مند روحیں اس کی طرف جب کھنچ کھنچ کر جانے لگیں انہیں اپنے ماحول میں تبدیلی کے کچھ آثار دکھائی دینے لگے تو انہوں نے اس دعوت کی طرف توجہ دینی شروع کی۔ انہوں نے سوچا کہ ہمارے پاس بے پناہ وسائل ہیں۔ اس داعی حق کو خریدنے کے لیے ہم بڑی سے بڑی قیمت ادا کر سکتے ہیں؛ چنانچہ حضرت ابو طالب کی معرفت سودا بازی کا آغاز ہوا۔ کفار کے ایک وفد نے جناب ابو طالب سے ملاقات کی اور آکر کہا کہ آپ کا بھتیجا ہمارے بتوں کے بارے میں جن خیالات کا اظہار کرتا ہے وہ ہمارے لیے ناقابلِ برداشت ہیں، آپ قوم کے سردار ہیں ہمارے دلوں میں آپ کا از حد احترام ہے۔ اسی وجہ سے ہم آپ کے بھتیجے کی باتیں سن کر اب تک خاموش رہے ہیں لیکن اب پیمانۂ صبر لبریز ہو چکا ہے۔ آپ اپنے بھتیجے کو کہیں کہ اگر اس کو مال و دولت کی خواہش ہے تو ہم سونے چاندی کا ڈھیر اس کے قدموں میں لگانے کے لیے تیار ہیں۔ اگر اس کو حاکم بننے کا شوق ہے تو ہم متفقہ طور پر اس کو اپنا رئیسِ اعلیٰ تسلیم کرنے پر رضامند ہیں اور اگر کوئی رشتہ مطلوب ہے تو وہ صرف اشارہ کر دیں ہم فخر و مسرت کے ساتھ وہ رشتہ پیش کر دیں گے۔

طالع آزما لوگ جو مذہب و دین کو اپنے مقصد کے حصول کے لیے بطور زینہ استعمال کرتے ہیں انہی چیزوں میں سے کوئی چیز ان کا مقصد ہوا کرتی ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب ان کی یہ پیشکش سنی تو فرمایا کہ وہ نادان مجھے پہچان نہیں سکتے۔

میرے دائیں ہاتھ پر اگر وہ سورج لا کر رکھ دیں اور بائیں ہاتھ پر چاند لا کر رکھ دیں تو بھی میں اپنے رب کی توحید کی تبلیغ میں رائی برابر بھی سُستی نہیں کروں گا۔

جب اس سودا بازی میں ناکام ہوئے تو انہوں نے ایک اور چال چلی۔ ولید بن مغیرہ، عاص بن وائل، اسود بن عبدالمطلب اور امیہ بن خلف رؤسائے مکہ اکٹھے ہو کر ایک روز حضور کے پاس آئے۔ کہنے لگے آپ کی تبلیغ اور دعوت سے قوم میں انتشار و افتراق پھیل رہا ہے، یہ کسی اچھے مستقبل کا پیش خیمہ نہیں۔ اگر ہمارے اور آپ کے درمیان انتشار کی یہ خلیج یونہی وسیع ہوتی چلی گئی تو ایک دن ایسا آئے گا جب ہماری قوت کا جنازہ نکل جائے گا۔ اور دشمن قبائل ہم پر حملہ بول کر ہمیں ختم کر کے رکھ دیں گے۔ اس صورتِ حال سے ہم سخت پریشان ہیں۔ آؤ ایک ایسی تجویز پر متفق ہو جائیں کہ آپ کی بات بھی رہ جائے اور قوم کی یکجہتی اور اتحاد بھی برقرار رہے۔ اس کے لیے انہوں نے یہ تجویز پیش کی۔ ایک سال ہم سب مل کر آپ کے خدا کی عبادت کیا کریں اور دوسرے سال آپ ہمارے ساتھ مل کر ہمارے معبودوں کی پرستش کیا کریں۔ یہ تجویز سُن کر نبی مکرم نے فرمایا: معاذ الله ان اشرك بالله غیرہ۔ میں اس بات سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں کہ میں اس کے ساتھ کسی اور کو شریک ٹھہراؤں۔ اس وقت یہ سورۂ مبارکہ نازل ہوئی جس نے ان کی ساری اُمیدوں کو خاک میں ملا دیا اور انہیں ہمیشہ کے لیے مایوس کر دیا کہ وہ اپنی حیلہ سازیوں سے حق کو اپنے دامِ فریب میں پھانس سکتے ہیں۔ چنانچہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام حرم میں تشریف لے گئے۔ کفر و شرک کے سارے سرغنے وہاں جمع تھے۔ مجمع عام میں بڑی جرأت کے ساتھ حضور نے یہ سورت پڑھ کر انہیں سنائی تا کہ ان کے دل میں پھر اس قسم کے فاسد خیال پیدا ہونے کا امکان ہی ختم ہو جائے۔

سُوْرَۃُ الْکٰفِرُوْنَ مَکِّیَّۃٌ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَھِیَ سِتُّ اٰیٰتٍ

سورۃ الکافرون مکی ہے اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔ اس میں چھ آیات ہیں

قُلْ یٰٓاَیُّھَا الْکٰفِرُوْنَ ① لَآ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ ② وَلَآ اَنْتُمْ

آپ فرما دیجیے اے کافرو! [1] میں پرستش نہیں کیا کرتا ان بتوں کی جن کی تم پرستش کرتے ہو[2] اور نہ ہی تم عبادت

[1] وہ لوگ اگرچہ کفر و شرک میں بری طرح پھنسے ہوئے تھے لیکن اپنے آپ کو کافر کہتے اور نہ یہ پسند کرتے کہ ان کو کافر کہا جائے۔ حضور کو یہاں انہیں یایہا الکافرون سے خطاب کرنے کا حکم دیا جا رہا ہے۔ گویا اعلان کر دیا کہ مجھے تمہارا کوئی ڈر نہیں۔ میرے دل میں تمہارے لیے کوئی عزت و احترام نہیں اور نہ ہی میں کسی مداہنت کے پیش نظر تمہارے لیے کوئی ایسا لفظ استعمال کرنا روا رکھتا ہوں جس سے اس قسم کا شبہ تک بھی پیدا ہو۔ میرے نزدیک تم کافر ہو اور میں اسی لفظ سے تمہیں مخاطب کر رہا ہوں نیز کافرون کہہ کر اس امر کی طرف بھی اشارہ کر دیا کہ میری تمہاری کوئی ذاتی مخاصمت نہیں۔ میری اور تمہاری عداوت کی وجہ یہ بھی نہیں کہ میرے اور تمہارے دنیاوی مفادات میں تصادم ہے۔ میں نے تو فقط اس لیے تم سے قطع تعلق کر لیا ہے کہ تم نے کفر کو اپنا شعار بنا لیا ہے۔ اگر تم کفر کو ترک کر دو اور ایمان قبول کر لو تو میری اور تمہاری دشمنی، محبت و اخوت میں بدل جائے گی۔ میں تمہیں اپنے سینے سے لگا لوں گا اور ہم سب توحید کے پرچم کے نیچے متحد و متفق ہو جائیں گے۔

[2] ان آیات کا ترجمہ تو واضح ہے۔ بظاہر ان میں تکرار نظر آتا ہے، لیکن درحقیقت ایسا نہیں۔ پہلی دو آیتیں مستقبل سے متعلق ہیں اور پچھلی دو آیتیں ماضی سے تعلق رکھتی ہیں۔ دو ٹوک الفاظ میں فرما دیا کہ نہ میں نے زمانہ ماضی میں کبھی تمہارے معبودان باطل کی پرستش کی اور نہ آئندہ کبھی تم مجھ سے اس کی توقع کر سکتے ہو۔ تم یہ چاہتے ہو کہ میں ایک سال تمہارے معبودوں کی پرستش کروں اور ایک سال تم میرے خداوند حقیقی کی عبادت کرو۔ کان کھول کر سن لو ایک سال تو بڑا لمبا عرصہ ہے، میں تو ایک لمحے کے لیے بھی تمہارے ان جھوٹے خداؤں کی عبادت نہیں کروں گا۔ میرا سر جھکے گا، تو صرف اپنے پروردگار کے سامنے جو وحدہٗ لاشریک ہے، میری جبین نیاز سجدہ ریز ہو گی تو صرف اپنے اس خداوند قدوس کی بارگاہ اقدس میں جو کائنات کی ہر چیز کا خالق بھی ہے اور مالک بھی، مجھے پیدا بھی اسی نے کیا ہے، مجھے نبوت و رسالت کا رتبہ بھی اسی نے بخشا ہے۔ میں ایک لمحے کے لیے بھی یہ تصور نہیں کر سکتا کہ اس کے علاوہ کسی غیر کو اپنا معبود و مسجود بناؤں؛ چنانچہ علامہ زمخشری کہتے ہیں لا اعبد ارید بہ العبادۃ فی مایستقبل لان لا۔ لا تدخل الا علی مضارع فی معنی الاستقبال۔ یعنی مضارع پر لا داخل ہے اور اس صورت میں مستقبل کی نفی کرتا ہے۔

ان آیات کی تفسیر میں مندرجہ توجیہ کے علاوہ متعدد اقوال بھی ہیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ چوتھی آیت دوسری آیت کی تاکید کر رہی ہے کیونکہ دوسری آیت جملہ فعلیہ ہے جو تجدد و حدوث پر دلالت کرتا ہے اور چوتھی جملہ اسمیہ ہے جو ثبات اور ہمیشگی پر دلالت کرتا ہے۔ چوتھی آیت نے دوسری آیت کو مؤکد کر دیا۔ تیسری آیت کی تاکید پانچویں آیت کر رہی ہے کیونکہ الفاظ

عٰبِدُوْنَ مَآ اَعْبُدُ ۝۳ وَلَآ اَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدْتُّمْ ۝۴ وَلَآ اَنْتُمْ

کرنے والے ہو اس خدا کی جس کی میں عبادت کیا کرتا ہوں سے اور نہ ہی میں کبھی عبادت کرنے والا ہوں جن کی تم پوجا کیا کرتے ہو گے اور نہ تم اس

عٰبِدُوْنَ مَآ اَعْبُدُ ۝۵ لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَلِيَ دِيْنِ ۝۶

کی عبادت کرنے والے ہو جس کی میں عبادت کیا کرتا ہوں ۵ تمہارے لیے تمہارا دین ہے اور میرے لیے میرا دین ۶

بالکل یکساں ہیں، کلام عرب میں اس قسم کی تاکید نظم ونثر دونوں میں کثیر الاستعمال ہے، چنانچہ ایک شعر ہے ؎

نعق الغراب ببین لیلیٰ غدوۃ کم ، کم وکم بفراق لیلیٰ ینعق

کہ جدائی کا کوا صبح کے وقت لیلیٰ کی جدائی کی خبر دینے کے لیے بولا وہ کب تک، کب تک، کب تک لیلیٰ کے فراق پر چلاتا رہے گا۔

اس تکرار کا مدعا یہ ہے کہ کفار کو ہمیشہ کے لیے مایوسی ہو جائے کہ مسلمان ان کے کفر کو ایک لمحے کے لیے بھی قبول نہیں کریں گے۔ نیز ان کے بارے میں بتا دیا کہ وہ کبھی مسلمان نہیں ہوں گے۔ وفائدۃ هذا التوكيد قطع اطماع الكفار وتحقيق الاخبار بموافاتهم على الكفر وانهم لا يسلمون ابدًا (بحر)

۳ الکافرون سے کیونکہ وہ گنتی کے چند بدبخت مراد ہیں جن کی قسمت میں ایمان لانے کی سعادت نہ تھی اس لیے ان کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا جس حی وقیوم کی میں عبادت کرتا ہوں تم کبھی اس کی عبادت نہ کرو گے کفر میں تم اس قدر متعصب ہو کہ تم نے غور وفکر کے سارے دیے بجھا دیے ہیں۔ عقل وفہم کی قوتوں کو تم نے بانجھ بنا دیا ہے۔

۴ زمخشری کہتے ہیں کہ اس کا تعلق زمانہ ماضی سے ہے کہ میں نے آج تک کسی معبود باطل کی عبادت نہیں کی جن کے سامنے تم اپنی پیشانیوں کو گھساتے رہتے ہو اور اپنی ناک رگڑتے رہتے ہو۔ یعنی لم تعهد منی عبادة صنم فی الجاهلية فكيف ترجى منی فی الاسلام۔ (کشاف) نبوت کے اعلان سے پہلے جب میرا دامن کفر وشرک کی ہر آلائش سے پاک رہا ہے، تو اب جبکہ میں نے اپنی نبوت کا اعلان بھی کر دیا ہے اور میرے خداوند نے میرے سینے کو نور نبوت سے روشن اور مستنیر کر دیا ہے شک وشبہ کا شائبہ تک بھی باقی نہیں رہا۔ اس وقت اگر تم مجھ سے شرک کی توقع کرو تو تم سے بڑا بے وقوف دنیا میں اور کوئی نہیں۔

۵ اسی طرح تم نے گزشتہ زمانے میں کبھی اس معبود برحق کی عبادت نہیں کی جس کی عبادت کا شرف مجھے حاصل رہا۔

کہا جاتا ہے کہ ما کا لفظ عام طور پر غیر ذوی العقول اور بے جان چیزوں کے لیے استعمال ہوتا ہے، اس لیے ما اعبد کی جگہ من اعبد ہوتا تو زیادہ بہتر تھا۔ اس کے کئی جواب دیے گئے ہیں۔ ایک یہ کہ پہلی دو آیتوں میں ما۔ الذی کے معنی میں مستعمل ہے اور دوسری دو آیتوں میں ما مصدریہ ہے۔ ای اعبد عبادتكم ولا تعبدون عبادتی۔ یعنی جس طرح تم عبادت کرتے ہو میں عبادت نہیں کرتا اور جس طرح میں عبادت کرتا ہوں اس طرح تم عبادت نہیں کرتے۔ دوسرا جواب یہ دیا گیا ہے کہ

ما یہاں ذات پر دلالت کرنے کے لیے نہیں بلکہ صفت پر دلالت کر رہا ہے۔ کانہ قال لا اعبد الباطل ولا تعبدون الحق۔

۶ـــ حق و باطل میں آمیزش کا میں قائل نہیں۔ مجھے ایسے اتحاد کی بھی ضرورت نہیں جو باطل کے ساتھ مصالحت پر موقوف ہو۔ بے شک تم اپنے کفر پر ڈٹے رہو، میری خاطر تم اس کفر میں توحید کا پیوند نہ لگاؤ۔ ان دونوں میں کوئی جوڑ نہیں۔ ان میں کوئی مناسبت نہیں۔ اس طرح میں تمہارے فریب میں آ کر توحید کو کدر ہرگز نہیں کروں گا کیونکہ اس صورت میں توحید، توحید نہ رہے گی۔ حق کا نور پھیلانے کے لیے مجھے مبعوث کیا گیا ہے۔ اگر میں تمہاری بات مان لوں تو حق، باطل بن جائے گا۔

تم اپنے حال میں مست رہو، میں اپنے حق پر ثابت قدم رہتا ہوں۔ حق و باطل کا یہ معرکہ اپنے طبعی نتیجہ پر پہنچ کر رہے گا۔ تم دیکھو گے کہ چند بدنصیبوں کے سوا سارا جزیرۂ عرب اسلام قبول کرے گا۔

لا الٰہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین

وصلی اللّٰہ تعالیٰ علی حبیبہ وصفیہ محمد وعلی

آلہ واصحابہ وبارک وسلم۔